السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

طلاق کا بیان احادیث کی روشنی میں بیان کریں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

احادیث

قرآن مجید اوراس کی تفسیر کے بعد اب ہم ان احادیث پر گفتگو کریں گے جن سے ایک ہی مجلس کی اکٹھی تین دفعہ دینے کے جواز پر حجت پکڑی جاتی ہے ،ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں ۔

1- عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُتْبِعَهَا بِتَطْلِيقَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ عِنْدَ الْقُرْأَيْنِ الْبَاقِيَيْنِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : "يَا ابْنَ عُمَرَ مَا هَكَذَا أَمَرَكَ اللهُ إِنَّكَ أَخْطَأْتَ السُّنَّةَ أَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّهْرَ فَتُطَلِّقَ لِكُلِّ قُرْءٍ "وَقَالَ : فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ قَالَ : "إِذَا هِيَ تَطَهَّرَ فَطَلِّقْ عِنْدَ ذَلِكَ أَوْ أَمْسِكْ " , فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كُنْتُ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا كَانَ يَحِلُّ لِي أَنْ أُرَاجِعَهَا قَالَ : "لَا كَانَتْ تَبِينُ تَكُونُ مَعْصِيَةً السنن الکبری للبیہقی ج7ص334

لوکنت طلقتھاثلاثا کان یحل لی اارا جعھا قال کانت تبین سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے طلاق مغلظ پڑجاتی ہے ۔

جواب)اول :اس ٹکڑے سے استدلال درست نہیں :کیونکہ یہ ٹکڑااس مفہوم میں صریح نہیں ۔کیونکہ طلقھاثلاثا کا مفہوم تین بار طلاق بھی ہوسکتا ہے ۔)

تصریح کرتے ہیں وفی جواب)دوم :اس ٹکڑے کی استنادی حالت بڑی مشکوک ہے کیونکہ یہ ٹکڑا باقی مستند روایات میں موجود نہیں ۔خود امام بیہقی نے کہہ دیا ہے کہ اس ٹکڑے کے راوی صرف شعیب ہیں ۔امام شوکانی) اسنادھا شعیب بن رزیق الشامی وھو ضعیف ۔ ''اس کی سند میں شعیب بن رزیق شامی ضعیف ،،اس طرح اس حدیث کی سند میں ایک عطاء خراسانی ہیں ۔جنھیں امام بخاری ،شعبہ ،ابن حبان نے ضعیف اورسعد بن مسیب نے کذاب قرار دیاہے ۔مختصر یہ کہ یہ متکلم فیہ ہیں ۔لہذا یہ ٹکڑا معرض استدلال میں پیش کرنا درست ہی نہیں بلکہ علم حدیث سے ناواقفی ہے ۔کیونکہ حفاظ کی احادیث میں یہ الفاظ مذکور ہی نہیں ۔ہاں ،البتہ مسلم وغیرہ میں ابن رح کی روایت میں ہے ۔اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا ، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ، حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ ، وَعَصَيْتَ اللهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ ۔ صحیح مسلم ج1ص476۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے ۔مگر یہ اضافہ دراصل عبد اللہ بن عمر کا ذاتی فتویٰ ہے مرفوع نہیں ۔علاوہ ازیں یہ ٹکڑا اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا ایک مجلس میں تین طلاق دینے میں صریح نہیں۔ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا سے تین بار طلاق بھی ہو سکتی ہے ۔

۔قَالَ سَهْلٌ : فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا ، قَالَ عُوَيْمِرٌ : كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا ، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،(1) صحیح البخاری باب من 2 اجاز طلاق الثلاث ج2ص791

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یکجائی تین طلاقیں دے ڈالیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس فعل پر کوئی نکیر نہیں اس حدیث کو اس بات کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے کہ جب حضرت عویمر عجلانی فرمائی تو یکجائی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں ۔

جواب)سوم :مگر اس حدیث سے یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ لعان کے بعد از خود تفریق ہوہی جاتی ہے ۔اور لعان کے بعد رجوع کی گنجائش ہی کہاں باقی رہتی ہے اور نہ کسی صورت میں دوبارہ نکاح کرنے کی ۔حالانکہ) طلاق مغلظہ بائنہ کے بعد جب عورت کسی دوسرے مرد سے بسنے کی نیت سے نکاح کرے اور پھر دوسرا خاوند فوت ہوجائے یا وہ کسی پیشگی شرط (حیلہ ملعونہ)کے بغیر اپنے طور پر طلاق دے دے تو عورت عدت گزار کر اپنے پہلے نے جو تین طلاقیں دیں وہ محض توکید اور توثیق کے لئے تھیں گویا انہوں نے اپنی صداقت اور غیرت کے ثبوت میں یہ طلاقیں دی تھیں ۔ورنہ لعان میں اس کے خاوند سے شرعا نکاح کرکے آباد ہوسکتی ہے ۔پس حضرت عویمر بغیر ہی تفریق ہوجاتی ہے ۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کاروائی کا عبث قرار دے کر اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی ہوگی ۔چنانچہ امام ابن قدامہ الحنبلی ارقام فرماتے ہیں :اما حدیث المتلاعنین فغیر لازم لان الفرقة لم تقع بالطلاق فإنھا وقعت بمجرد لعانما .(2)المنغنی ج7ص103

،،رہی لعان والی حدیث تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جدائی طلاق کی وجہ سے ہوئی تھی کیونکہ جدائی تو مجرد لعان سے ہوئی ۔''

اس لئے طلاق ایک ہو یا تین سب بے ضرورت تھیں ۔رہی یہ بات کہ رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر عجلانی کو ٹوکا کیوں نہیں ۔تو سرخیل علمائے احناف شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں اس کے دو جواب دیے ہیں ۔فرماتے ہیں :إنما ترک الإنکار علی العجلانی فی الوقت شفقة علیه لعلمه أنه بشدة الغضب بما لا یقبل قوله فیکفر فاخر الانکار إلی وقت اخر وانکر علیه فی قوله فلا سبیل لک علیھا او کرھة ایقاع الثلاث لما فیه من سد باب التلافی من غیر حاجته وذلک غیر موجود فی حق العجلانی لأن باب التلافی بین المتلاعنین منسد ما داما مصرین علی اللعان والعجلانی کان مصیر علی اللعان .

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلانی کو ٹوکا نہیں ۔ یہ بات شفقت کی بنا پر تھی ۔ کیونکہ شدت غضب کی بنا پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات شاید قبول نہ کرتا اور کافر ہو جاتا ۔ اس لیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے (مناسب) وقت کے لیئے ٹوکنے کو موئخر رکھا اور اتنا فرما دیا کہ تجھے اب اس پر کوئی اختیار نہیں ۔ یا یہ بات موجود نہیں کیونکہ لعان کرنے والے جب لعان پر مصر ہوں تو

تلافی کا دروازہ بند ہوتا ہے اور عجلانی لعان پر مصر تھے ۔

علامہ انورشاہ کاشمیری حنفی نے اس حدیث پر گفتگو کرے ہوئے ایک اور جواب دیا ہے وہ فرماتے ہیں :أولا فان التطابق بين الحكاية والمحكى عنه فى الصفة ليس بضرورى يمكن إن طلقها فى الخارج متفرقا وعبر عنه الروای ثلاثا اخذا بالحاصل ولا بعد فيه.

پہلا جواب یہ ہے کہ صورت واقعہ اور اس بیان کے درمیان صفت واقعہ میں مطابقت ضروری نہیں ۔ یہ ہوسکتا ہے کہ عجلانی نے تین طلاقیں الگ الگ دی ہوں اور راوی نے بطور حاصل کے انہیں تین کہہ دیا ہو اور اس میں کوئی بعد نہیں ۔ (فیض الباری) جناب انورشاہ کے اس جواب سے بہت سی متعلقہ احادیث کو صحیح طور پر سمجھا جاسکتا ہے ۔

۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ : «أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ : أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ ، حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ ؟ وفى بعض روايات 3 وامضاء عليه ولم يرده ۔ النسائى

جواب) چہارم : بعض روایات کا یہ ٹکڑا جو محل استدلال ہے ثابت نہیں ۔ مزید یہ کہ ہرچند حضرت محمود بن لبید عہد نبوی میں تولد ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا سماع محل نظر ہے ۔ امام ابن کثیر سرے سے) حدیث کو منقطع ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں : فیہ انقطاع یہ روایت منقطع ہے ۔ تفسیر ابن کثیر ج1 ص 477۔

۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : طَلَّقَ جَدِّي امْرَأَةً لَهُ أَلْفَ تَطْلِيقَةٍ ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَمَا اتَّقَى اللَّهَ جَدُّكَ ، أَمَا ثَلَاثٌ فَلَهُ ، وَأَمَّا تِسْعُ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ ، 4 إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى عَذَّبَهُ ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ ۔ (مصنف عبد الرزاق

: جواب) پنجم : یہ حدیث سندا بے حد ضعیف ہونے کی وجہ سے لائق استدلال نہیں ۔ اس کے کچھ راوی ضعیف ہیں اور کچھ مجہول اس حدیث کی سند یہ ہے)

. عن يحيىٰ بن العلاء عن عبد الله بن الوليد الوصافى عن ابراهيم بن عبادة بن الصامت عن داوٗد عن عبادة بن الصامت قال طلق جدى

.اُجيب بان يحيى بن العلاء ضعيف وعبد الله بن الوليد هالك وابراهيم بن عبد الله مجهول فاى حجة فى رواية ضعيف عن هالك عن مجهول ثم والد عبادة بن الصامت لم يدرك الاسلام فكيف بجده (1) نیل الاوطار ج6 ص 232

(۔ وحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ ، عَنِ السُّدِّيِّ ، عَنِ الْبَهِيِّ ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ، قَالَتْ : « طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا ، فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنَى ، وَلَا نَفَقَةً») صحیح مسلم 5

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک مجلس کی تین طلاق دینے سے طلاق مغلظ پڑ جاتی ہے ، ورنہ رجعی طلاق پڑتی تو بالاتفاق نفقہ کی حقدار ہوتیں ۔

جواب) ششم : اس حدیث سے زیر بحث مسئلہ کے اثبات میں استدلال صحیح نہیں کیونکہ ثلاثا کا لفظ اس مطلب کے لیئے صریح نہیں کہ یکجائی تین طلاقیں دی ہوں ۔ مزید یہ اس حدیث کی دوسری روایات میں یہ تصریح موجود ہے) : کہ اس سے پہلے دو طلاقیں ہو چکی تھیں اور یہ آخری اور تیسری طلاق تھی وہ روایت یہ ہے

، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ، أَخْبَرَهُ ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ

: صحیح مسلم ہی میں ایک اور روایت بایں الفاظ آج بھی موجود ہے

. عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ، أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ ، فَأَرْسَلَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا ۔ (1) صحیح مسلم ج1 ص 484

ان دونوں صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ یہ تیسری طلاق تھی نہ کہ اکٹھی تین طلاقیں تھیں ۔ اور اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا کے مطابق پہلی حدیث طلقنی زوجی ثلاثا مجمل ہے اور یہ دونوں احادیث مفصل ہیں ۔

۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، أَنَّ عَائِشَةَ ، أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ القُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي ، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ 6 القُرَظِيَّ ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الهُدْبَةِ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ ؟ لَا ، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ. (2) صحیح البخاری : باب من طلاق الثلاث الخ ج1 ص 791

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی ۔ جس کو تین طلاقیں تصور کیا گیا اور اس کے نتیجہ میں حضرت رفاعہ پر وہ حرام ہو گئی ۔

جواب) ہفتم : شیخ الاسلام حافظ ابن حجر صحیح البخاری کی شرح فتح الباری میں اس بودے استدلال پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؟)

واستدل بقولها بت طلاقى على ان البتة ثلاث تطليقات وهو عجب ممن استدل به فان البتة بمعنى القطع والمراد به قطع العصمة وهو اعم من ان يكون الثلاث مجموعة او بوقوع الثالثة التى هى اٰخر ثلاث تطليقات وسياتى فى اللباس صريحا انه طلقها اٰخر ثلاث تطليقات فبطل الاحتجاج .(فتح الباریٰ ج9 ص 468 باب اذا طلقها ثلاثا ثم فزوجت بعد العدة زوجها غيره فلم يمسها)

اس روایت میں پہلے فبت طلاقی کہا ، پھر اس کی وضاحت فطلقها آخر ثلاث تطليقات (تو اسے آخری تیسری طلاق دے دی) سے کردی لہذا ثابت ہوا کہ اس حدیث کا مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں ۔

۔ عَن رُكَانَةَ أَنَّهُ طلّق امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلّمَ فقَالَ: مَا أَرَدْتَ، قَالَ وَاحِدَةً، قَالَ آللَّهِ قَالَ آللَّهِ وَاحِدَةً قَالَ هُوَ مَا أَرَدْتَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا أَصَحُّ مِن حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ رُكَانَةَ طلّق امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، لِأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ، وَهُمْ أَعْلَمُ 7 بِهِ، وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَن بَعْضِ بَنِي أَبِي رَافِعٍ.

جواب) نہم: یہ حدیث درحقیقت ضعیف ہے امام ابوداؤد کا اس کو ابن جریج کی حدیث کے مقابلہ میں واضح کہنا اس صحیح قرار دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ ابوداؤد جس کہہ رہے ہیں وہ بھی ضعیف ہے اس کا ایک روای زبیری بن سعید ہے:

قال الترمذی لانعرفہ الا من ھذا الوجہ وسالت محمد بن اسماعیل عن ھذا الحدیث فقال فیہ اضطراب ھذا آخر کلامہ وفی اسنادہ الزبیر بن سعید الھاشمی وقد ضعفہ غیر واحد وقال احمد ان طرقہ ضعیفہ قد وقع الاضطراب فی اسنادہ ومتنہ (3) عون المعبود ج2ص 232.

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ دوروایتیں دو علیحدہ علیحدہ واقعات کے متعلق ہیں۔ پہلی روایت رکانہ کے والد عبدیزید کے بارے میں ہے۔ ملاحظہ ہو عون المعبود ج2 ص226 اور دوسری رکانہ کی اپنی طلاق کے متعلق ہے ملاحظہ ہو عون المعبود ج2ص 231۔ مزید تفصیل عون المعبود میں حافظ ابن قیم کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

مختصر یہ کہ بوداؤد کی روایت مضطرب بھی ہے اور ضعیف بھی اس لیئے وہ قابل استدلال نہیں۔ مسند احمد کی رکانہ والی حدیث جو آگے آرہی ہے جس میں طلاق بتہ کے بجائے طلاق ثلاثہ کا ذکر ہے وہ صحیح ہے۔

۔ عَن عَلِيٍّ, قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا طَلَّقَ الْبَتَّةَ فَغَضِبَ, وَقَالَ: «تَتَّخِذُونَ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا, أَوْ دِينَ اللَّهِ هُزُوًا وَلَعِبًا, مَن طَلَّقَ الْبَتَّةَ أَلْزَمْنَاهُ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ 1) دار قطنی مع المغنی ج4ص820

جواب) دہم: یہ حدیث ضعیف ہے، لہذا اسے زیر بحث مسئلہ میں پیش کرکے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ امام دار قطنی خود فرماتے ہیں۔ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ القرشي ضَعِيفٌ متروك الْحَدِيثِ۔ ۔ کہ اس روایت کا راوی اسماعیل) بن امیہ القرشی ضعیف اور متروک ہے، یہ جھوٹی حدیثیں تیار کرتا ہے۔ اسکا ایک دوسرا راوی عثمان بن قطر ہے، ابن معین نے اس کے بارے میں فرمایا لایکتب حدیثہ اسی کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔ ابن حبان نے کہا: یروی موضوعات عن الثقات ثقہ لوگوں سے موضوع حدیثیں روایت کرتا ہے۔

اس حدیث کا تیسرا راوی عبدالغفور ہے ان کے بارے علامہ محمد طاہر پٹوی نے کہا ہے یضع الحدیث۔ حدیث گھڑتا ہے۔ امام ابن تیمیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں فی اسنادہ ضعفاء ومجاھیل۔ پس ایسی سخت ضعیف سے استدلال کرنا طفل تسلی سے زیادہ کچھ نہیں۔

۔ عَن سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ الْخَثْعَمِيَّةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، فَلَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَتْ: لِتَهْنِئْكَ الْخِلَافَةُ، قَالَ: بِقَتْلِ عَلِيٍّ تُظْهِرِينَ الشَّمَاتَةَ اذْهَبِي فَأَنْتِ طَالِقٌ، يَعْنِي ثَلَاثًا قَالَ: فَتَلَفَّعَتْ بِثِيَابِهَا وَقَعَدَتْ حَتَّى قَضَتْ 9 عِدَّتَهَا فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِبَقِيَّةٍ بَقِيَتْ لَهَا مِن صَدَاقِهَا وَعَشَرَةِ آلَافٍ صَدَقَةً، فَلَمَّا جَاءَهَا الرَّسُولُ قَالَتْ (مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِن حَبِيبٍ مُفَارِقٍ) فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكَى ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ: "أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ "لَرَاجَعْتُهَا" (وَكَذَلِكَ) رُوِيَ عَن عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَن عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ. ۔ (2) السنن الکبریٰ للبیھقی ج7ص 23 ودار قطنی (ج4ص3

اس کا جواب۔ مگر یہ روایت بھی سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے مسئلہ زیر بحث میں اس سے استدلال کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ اس حدیث کو حافظ بیہقی نے دو سندوں سے ذکر کیا ہے۔ ان کے متعلق علماء جرح وتعدیل کی آراء پڑھیئے اور پھر فرمائے کہ یہ روایت حجت ہوسکتی ہے، پہلی سند کا ایک راوی محمد بن حمید الرازی کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں۔ فیہ نظر وکذبہ ابو ذرعۃ وعن الکوسج قال اشھد انہ کذاب قال صالح ما رایت اجرا علی اللہ منہ کان یاخذ احادیث الناس فیتقلب بعضہ بعضا. (3) تھذیب التھذیب ج4ص 135

دوسرا راوی سلمہ بن فضل القرشی ہے۔

قال ابو حاتم منکر الحدیث وقال ابو ذرعۃ قال علی خرجنا من الری حتی ربینا

بحدیثہ. (1) تھذیب التھذیب، ج113، 7. دوسری سند کے ایک ہی راوی کا حال بیان کرنا ہی کافی ہے۔ عمران بن مسلم قال ابو احمد الزبیری الرارافضی کانہ جرو کلب۔ جرو کا معنی پلہ اور کلب کا معنی کتا فقرہ خود جوڑلیجئے۔

یہ ہیں وہ احادیث جن سے یکجائی تین طلاقوں کو طلاق مغلظہ بائنہ قرار دینے کے لیئے کھینچاتانی کی جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا اس زیر بحث مسئلہ کے بارے میں کوئی صحیح تصریح غیر مبہم حدیث موجود نہیں جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں اور جو صریح ہیں انکا مسئلہ زیر بحث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص774

محدث فتویٰ